© rasailojaraid.com

کتبۂ مارگلہ

از پروفیسر شیخ فرید برہان پوری

(صدر شعبۂ اردو و فارسی جبلپور یونیورسٹی)

عرصہ ہوا "کتبۂ مارگلہ" کے عنوان سے جناب لفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب (جہلم پاکستان) کا ایک مقالہ برہان اپریل ۵۶ء میں شائع ہوا تھا۔ جو مدیر برہان کے قول کے مطابق ایک مخصوص دماغی کاوش کے اعتبار سے لائق قدر اور مستحق داد ہے۔[1]

جناب ڈاکٹر زبیر احمد صاحب ——— سابق صدر شعبہ عربی و فارسی۔ الٰہ آباد یونیورسٹی ——— نے مدیر برہان کے نام اپنے نامۂ سامی میں اس "دلچسپ" مضمون کی ایک "اہم فروگزاشت" کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا اقتباس نظرات برہان میں دیا گیا ہے۔[2]

سطور ذیل میں اس کتبہ اور مضمون پہ ایک متعلمانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ ان "چند اہم پہلوؤں" کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اور ان کی صحت پر غور کیا گیا ہے۔ جو کرنل صاحب موصوف کے قول کے مطابق "پہلے منظر عام پر نہ تھے۔"[3]

---

[1] برہان مئی ۵۶ء نظرات ص۲۵۵ [2] ایضاً نظرات ص۲۵۸

[3] برہان اپریل ۵۶ء ص۲۱۱ "ہم اپنی تحقیق کو مکمل نہیں کہہ سکتے۔ تاہم اس میں کچھ اہم پہلو اجاگر ہوگئے ہیں جو پہلے منظرِ عام پر نہ تھے۔" (کرنل صاحب) باقی حاشیہ ص۲۷ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے مقالہ کے چند اجزا کا خلاصہ پیش کرنا ضروری ہے۔

نکلسن یادگار (Nicholson Monument) کے عقب میں ٹیکسیلا سے سولہ میل[۲۶] کے فاصلے پر درۂ مارگلہ پر کلکتہ سے پشاور تک جلنے والی "شاہراہ سوری" کی اصل ساخت دیکھی جا سکتی ہے۔

"نکلسن یادگار کے عقب میں جنوب مغرب کی طرف پرانی سڑک کا ایک ٹکڑا پہاڑوں کے دامن کی طرف نکل جاتا ہے۔ یہ ٹکڑا کچھ بلندی سے ہوتا ہوا، پہاڑ کا چکر کاٹتا ہوا، موجودہ سڑک کی طرف جاتا ہے۔ [۱]

.... سڑک پہاڑ کو کاٹتی ہوئی قدرے بلندی سے گزرتی ہے سڑک کی سطح پختہ اور ہموار ہے۔ سڑک کے اس حصہ کے دونوں طرف چار چار فٹ اونچی دلواریں ہیں جن پر مزید مضبوطی کے لئے پتھر لگائے گئے ہیں۔ [۲]

چار فیٹ اونچی دیواریں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ اوپر سے دشمن کی گولیوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ اور پتھر ڈھلک کر گرنے نہ پائیں۔

سڑک کے اس حصہ کے وسط میں جہاں یہ بلندی پر ہے۔ دائیں جانب سے سڑک کے کوئی پندرہ فیٹ اوپر ایک چٹان میں فارسی زبان میں ایک کتبہ ہے کتبہ کے الفاظ ابھرے ہوئے ہیں۔ [۳]

کرنل صاحب کا خیال ہے کہ

"یہ پتھر اس وقت لگایا گیا تھا جبکہ شاہ راہ سوری کی مرمت ....

بقیہ حاشیہ ص۲۶ ـــــ ان پہلوؤں کے بعض حصے کرنل صاحب موصوف کی توجہ اور نظر ثانی کے محتاج رہ گئے ہیں۔ اس مضمون میں ان کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے ـــــ فرید

[۱] برہان اپریل ص۲۰۹ / [۲] ایضاً ص۲۱۰ /

[۳] برہان اپریل ۵۶ ص۲۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آخری مرتبہ مغلوں نے کی تھی۔"

اس پہ سالِ مرمت ۱۰۸۳ھ (؟) ہجری لکھا ہوا ہے۔ [1]

یہاں "مرمت" اور "سالِ مرمت" بھی کرنل صاحب موصوف کی نظر ثانی اور توجہ کے محتاج رہ گئے۔

ذیل کے ماہرین نے کاغذی عکس کی مدد سے اس کتبہ کو حل کیا تھا۔

۱۔ بلوخمین ـــــ ۱۸۷۱ء

۲۔ ریہالٹسک ـــــ ۱۸۷۴ء

۳۔ ڈاکٹر یزدانی ـــــ ۱۹۲۳ء

۴۔ اور کرنل صاحب نے اس کتبہ کو ۱۹۵۴ء میں لئے گئے ایک فوٹو کی مدد سے حل کیا ہے۔ موصوف نے بلوخمین، ریہالٹسک اور یزدانی صاحب کی خواندگیوں کے ذکر کے بعد تاریخی پسِ منظر میں اپنی خواندگی اور اس کے نتائج کو پیش کیا ہے۔

کاغذی عکس کی چند خامیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرنل صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ

"ایسے عکس میں یہ نقص ہوتا ہے کہ بعینہٖ وہی چیز کاغذ پر منتقل ہو جاتی ہے، جو پتھر پر نظر آتی ہے اگر کوئی چیز جو بخوبی پتھر پر پڑھی نہیں جا سکتی۔ وہ اس عکس پر بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ اور بسا اوقات متعدد حروف اور ان کی ساخت خاص طور پر ایسے حروف جو مکمل نہ ہوں اور ٹوٹے ہوں وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ [2]

یہاں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کرنل صاحب موصوف ۱۸۷۱ء سے ۱۹۲۳ء تک اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۵۴ء تک کے طویل عرصہ میں کتبہ کے پتھر پر موسم کے اثرات اور ان اثرات کی وجہ سے الفاظ کی شکست و ریخت کے اہم نکتہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔

---

[1] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۰ [2] برمان ص ۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۵۷ء میں کرنل صاحب موصوف نے کتبہ کا ایک فوٹو لیا۔ اور اس کی مدد سے اپنا حل پیش کیا۔ ؎۱

مذکورہ بالا ماہرین کے حل موصوف کو محکمۂ آثار قدیمہ پاکستان کے افسر اعلیٰ جناب فضل قادر صاحب کی مدد سے کے توسط سے دستیاب ہوئے۔ ؎۲

گویا کرنل صاحب کے پیش نظر مستشرقین کے مضامین اور یزدانی صاحب کے عکس کا فوٹو نہ تھا بلکہ فضل قادر صاحب کی فراہم کردہ نقلیں تھیں۔ ؎۳

مذکورہ بالا ماہرین کے حل نقل کرنے کے بعد موصوف نے کتبہ کے اشعار کا تجزیہ اور تاریخی پس منظر پیش کیا ہے۔ مآثر عالمگیری کے حوالہ سے اس پس منظر میں سڑک کی مرمت کی تاریخ ۱۰۸۳ھ کو صحیح تسلیم کرنے میں موصوف کو تردد ہوا ہے۔ ؎۴

مآثر عالمگیری کے حوالہ سے کرنل صاحب نے اورنگ زیب عالمگیر کے حسن ابدال میں ۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو پہنچنے اور شاہی کیمپ میں مہابت خاں، لطف اللہ، داروغہ شیخ عبدالعزیز اور تہل داس (؟) کی موجودگی ذکر کیا ہے۔ ؎۵

لطف اللہ بن احمد معمار کے تذکرہ کے بعد کرنل صاحب کا حل منقول ہے

کتبہ کے تینوں حلوں کے تقابلی مطالعہ کے بعد کرنل صاحب کی سمجھ میں ذیل کی چند باتیں آتی ہیں۔

اوّلاً ——— پہلے شعر سے پتہ چلتا ہے کہ مہابت خاں کو اس کام پہ مامور کیا گیا تھا کہ یہ مرمت کا کام اسکی زیر نگرانی تکمیل پائے۔

؎۱ برہان ص ۲۱۸ / ؎۲ ایضاً ص۲۱۱ /

؎۳ عاجز راقم کو ریہالٹسک کا مضمون نہ مل سکا۔ جناب ضیاء الدین صاحب ڈپٹی افسر محکمہ آثار قدیمہ ناگ پور نے اس کی نقل فراہم کر دی۔

؎۴ برہان ص۲۱۸ ۔ ؎۵ برہان ص۲۱۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثانیاً ـــــــ دوسرے شعر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ماہ گلہ میں مکمل ہوا۔

ثالثاً ـــــــ تیسرا شعر بتاتا ہے کہ یہ مرمت کا کام بحسن وخوبی سرانجام پایا۔

رابعاً ـــــــ آخری شعر میں کام کی تکمیل کی تاریخ ۱۰۸۳ھ (؟) نکالی گئی ہے، جو کتبہ میں صاف نہیں ہے۔" ؎۱

اور خامساً ـــــــ قطعہ تاریخ کے نیچے تفصیلات میں چند لوگوں کے نام دیئے گئے۔ ہیں ان میں احمد معمار، مرزا محمد داروغہ، جوگی داس اور دیالداس قابلِ ذکر ہیں۔" ؎۲

اس کے بعد کرنل صاحب موصوف نے ذیل کے امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حسن ابدال میں اورنگ زیب کے ورود کی تاریخ اور مقصد۔ (برہان ص۲۱۴)

۲۔ شجاعت کا کا درۂ خیبر میں شکست کھا کر پنجاب کے میدانوں کی طرف دھکیل دیا جانا۔ ؎۳

۳۔ اورنگ زیب کا افغانوں کی تنبیہہ کے لئے شمال کی طرف بڑھنا۔

۴۔ حسن ابدال میں کیمپ۔

۵۔ شاہی کیمپ میں ۲۷ رجب ۱۰۸۴ھ کو مہابت خاں کا آنا۔

؎۱ برہان ص۲۱۴ ـــــ کرنل صاحب نے مرمت کا لفظ پڑھا ہے۔ "مرتب" صاف ہے اس سے تمام تاریخی پس منظر بدل جاتا ہے۔ ۱۰۸۳ھ پر جا بجا سوالیہ نشان لگا کر "مہوش" کو "ماہ وش" بنا کر ۱۰۸۴ھ حاصل کیا اور مصرعہ کو بے وزن بنا دیا ہے۔ (فرید)

؎۲ برہان ص۲۱۴ ـــــ کرنل صاحب نے جوگی داس اور دیالداس کو تحویلدار لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ "تحویل دار درحقیقت خزانچی کو کہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں ٹھیکہ داری کا کام یہی لوگ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی جیب سے خرچ کر کے سرکاری خزانے سے بعد میں اخراجات کا بل پیش کر کے وصول کرتے تھے۔ (کرنل صاحب)

"دولت مغلیہ کی ہیئتِ مرکزی" میں مرقوم ہے کہ داروغہ کی طرح ہر کارخانہ میں ایک تحویلدار ہوتا تھا۔ اس کی تحویل میں وہ نقد رقم اور سامان ہوتا تھا جس کی ضرورت اس شعبہ کے لئے ہوتی تھی۔" ص۳۵۴ (فرید) ؎۳ (برہان ص۱۱۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ٹہل داس، داروغہ شیخ عبدالعزیز اور لطف اللہ کی اورنگ زیب کے ساتھ ہمراہی۔

۶ ـــــ قطعہ تاریخ پر بحث ۱۰۸۳ھ کو تسلیم کرنے میں تردد۔

۷ ـــــ قطعہ کے نیچے تفصیلات میں "پور استاد" کے اضافہ کے وجوہ، احمد معمار کا سنِ وفات، لطف اللہ خاں کی موجودگی سے تطابق۔

ـــــ مذکورہ بالا تمام امور کرنل صاحب موصوف کی توجہ اور نظر ثانی کے محتاج رہ گئے ہیں۔

ـــــ سطور ذیل میں اس عہد کے سیاسی حالات کی روشنی میں مندرجۂ بالا امور کا جائزہ لیا گیا ہے ـــــ

ـــــ سرحدی قبائل کی شورش ہندوستان کی حکومت کے لئے ہمیشہ سر درد بنی رہی ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سرحد کے آفریدی پٹھانوں کی سرکوبی کے لئے اکبر کے عہد میں جو سخت مہم کی گئی تھی۔ اس کا انجام فروری ۱۵۸۶ء کی خطرناک تباہی پر ہوا۔ جس میں آٹھ ہزار فوجی اور راجہ بیربل سوات کی جنگ میں کام آئے [۱]

افغانوں کی طاقت کا رعب اور پہاڑوں میں لڑنے کا خوف، پوری سلطنتِ مغلیہ پر غالب آگیا تھا۔ قبائلی سرداروں کو روپیہ دے کر ان سے صلح کرنی پڑی۔

جہانگیر اور شاہ جہاں کے زمانے میں یہی حالت رہی۔ بلخ اور قندھار میں مغل فوج کی کوچ نے قبائلی سرداروں اور عوام کو ہمیشہ خوفزدہ رکھا ان کا خوف ایک خاموش شورش کی شکل اختیار کرتا رہا۔

شاہ جہاں کے آخری ایام میں افغانوں کی شورش اور فتنہ ایک دم بڑھ گیا۔ اورنگ زیب کی تخت نشینی کے بعد اس فتنہ نے شدید شکل اختیار کرلی۔

---

[۱] تاریخ اورنگ زیب (جادو ناتھ سرکار ۱۹۱۶ء ص ۲۵۳
History of Aurangzeb (1916) P. 253

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۶۶۷ء میں یوسف زئی پٹھانوں کی تحریک شروع ہوئی۔ ان کے ایک سردار بھاگوا نے کسی کو محمد شاہ کے نام سے بادشاہ بنا کر دریائے سندھ کو عبور کر کے پکھلی پر حملہ کر دیا۔ جہاں ایک مقامی سردار شادمان اور مغل افسر اس مقام کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ یوسف زئی پٹھانوں نے ——— چھاچھل ——— شادمان کے قلعہ پر ——— قبضہ کر لیا۔[1]

اس فتح نے دیگر قبائلی سرداروں کا رخ اس کی طرف پھیر دیا۔ مغربی پشاور اور اٹک میں ان قبائلیوں نے لوٹ مار شروع کر دی[2]۔ پشاور اور دہلی سے مدد طلب کی گئی۔

اورنگ زیب نے ان کی سرکوبی کے لئے سخت اقدامات کئے۔ کامل خاں (اٹک کے فوجدار) کو حکم ہوا کہ مضافات سے کوچ کر کے ان پر حملہ کرے[3]

پایۂ تخت سے محمد امین دس ہزار چیدہ سواروں کے ساتھ روانہ کیا گیا۔

کامل خاں نے دریائے سندھ کو عبور کر کے کثیر التعداد یوسف زئی فوج کو شکست دی اور دریائے سندھ کے جنوبی رخ کا علاقہ ان سرکشوں سے خالی ہو گیا۔[4]

دریائے سندھ کے شمالی رخ پر مغل فوج میں آفریدیوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ کامل خاں ہارون نامی ایک مقام پر ٹھہرا رہا۔

اپریل تک کمک آتی رہی۔ ۲۰ مئی کو شمشیر خاں افغانستان سے اٹک پہنچا اور فوج کی کمک اپنے ہاتھ میں لے کر یوسف زئی علاقہ میں داخل ہو گیا۔

---

[1] مختصر تاریخ مغل ص۱۳۱ / تاریخ اورنگ زیب ص۲۵۵ History of Aurangzeb (1916)

[2] ایضاً ص۱۳۲ Short History of Aurangzeb

[3] تاریخ اورنگ زیب (۱۹۱۶ء) ص۲۵۵

(History of Aurangzeb (1916)

[4] ایضاً ص۲۵۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹک سے سولہ میل دور ——— اوہند ——— (ohind) مقام پر وہ مقابلہ کے لئے صف آرا رہا۔

یہاں ان سے کئی جنگیں ہوئیں۔ ماندور کے یوسف زئی میدانی علاقہ پر قبضہ کرکے ان کی فصلیں تباہ کر دیں۔ [1]

شمشیر خاں اوہند سے بھاگوا پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ کئی گاؤں فتح کر لئے گئے۔ مکانات جلا دئے گئے، املاک لوٹ لی گئیں اور کھیتاں تباہ کر دی گئیں [2]

اس تباہی کے بعد یوسف زئی قبیلہ کی مدد کے لئے سوات اور تیراہ کے آفریدی بڑھے۔ مگر ان کو شکست ہوئی۔

پایۂ تخت سے بادشاہ کے حکم سے محمد امین خاں کی سرداری میں ۹ ہزار افراد کی ایک فوج روانہ کی گئی۔

محمد امین خاں دریائے کابل کو پار کرکے لاکھی (lakkla) پہنچا۔ یہاں اس نے شمشیر خاں سے فوج کی کمان لے لی۔ اور شہباز گڑھی کی طرف روانہ ہوا اور نواحی دیہات کو لوٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

یوسف زئی دب گئے اور ۱۶۷۲ء تک کوئی شورش نہیں ہوئی۔ [3]

۱۶۷۲ء میں جلال آباد کے حاکم کی کسی ناشائستہ حرکت نے خیبر کے قبیلوں میں شورش پھیلا دی۔ آفریدی اکمل خاں کی سرداری میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے اپنا سکہ رائج کیا۔ اور مغلوں کے خلاف قومی تحریک میں تمام پٹھانوں کو شریک ہونے کی دعوت دی اور درۂ خیبر بند کر دیا۔ [4]

---

[1] تاریخ اورنگ (۱۹۱۶ء) صـ ۲۵۵ History of Aurangzeb (1916)

[2] تاریخ اورنگ زیب صـ ۲۵۷ [3] ایضاً صـ ۲۵۹ / مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۲

[4] مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۶۷۲ء میں بہار کے موسم میں محمد امین خاں پشاور سے کابل کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ اس کا خاندان، فوج اور بے شمار اسباب تھا۔ جامرود (Jamrud) کے مقام پر اسے معلوم ہوا کہ افغانوں نے راستہ بند کر دیا ہے۔

عالی مسجد کی طرف آگے بڑھتے ہی وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ وہ چاروں طرف سے گھر گیا تھا۔

رات کے وقت آفریدیوں نے پہاڑیوں سے اتر کر چشمہ کا پانی اس پر بند کر دیا۔ گرمی کی وجہ سے آدمی اور جانور پیاس کی وجہ سے گھبرانے اور مرنے لگے۔ افغانوں نے تیر و تبر کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ لشکر پراگندہ ہونے لگا۔ اور گھوڑے ہاتھی ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ ؎۱

ہزاروں لوگ پہاڑ کی بلندی سے گر کر غاروں میں ہلاک ہو گئے۔ تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے۔ دو کروڑ روپیہ اور اسباب لوٹ لیا گیا۔ بیس ہزار مرد اور عورت گرفتار ہوئے۔ محمد امین خاں کی ماں، بیوی اور لڑکی بھی قید ہو گئے۔ گراں بہا معاوضہ دے کر ان کو چھڑایا گیا۔ ؎۲

محمد امین خاں کے ملازم معرکۂ کارزار سے اس کو سلامت لے آئے۔ رشید خاں، فرزند عبداللہ خاں اسی معرکہ میں قتل ہوا۔ اور امین خاں تمام مال و اسباب سے دست بردار ہو کر بحال تباہ لاہور واپس آیا۔ ؎۳

صاحب مآثر عالمگیری نے لکھا ہے کہ "اکبر بادشاہ کے عہد میں زین خاں کوکہ، حکیم عبدالفتح اور راجہ بیربر کو جو حادثہ پیش آیا تھا وہی سامنے آیا۔" ؎۴

؎۱ مختصر تاریخ اورنگ زیب ص۱۳۳ / مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ) ص۸۱

؎۲ ایضاً ص۱۳۳

؎۳ مآثر عالمگیری ص۸۱ } مختصر تاریخ اورنگ زیب میں مرقوم ہے کہ محمد امین خاں پشاور کی طرف نکل گیا۔ ص۱۳۳

؎۴ ایضاً ص۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس فتح نے آفریدیوں کی ہمت بڑھا دی اور مالِ غنیمت کی فراوانی اور افراط کے قصے سن سن کر بہت سے لوگ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے لگے۔

خٹک قبیلہ بڑا جنگ جو تھا۔ پشاور کے جنوب میں اور کوہاٹ بنوں کے علاقہ میں کثرت سے آباد تھا۔ اور یہ قبیلہ یوسف زئی پٹھانوں کا سخت دشمن تھا۔ ان دونوں قبیلوں کی سرحد پشاور میں ملتی تھی۔

خوش حال خان خٹک ـــــــــــ "افغان بغاوت کا رہنما" "پشتو شعراء کا سرتاج" اور "صاحبِ سیف و قلم تھا۔ ^۱

سالہا سال تک اس نے لوگوں کو بغاوت پر اکسایا۔ اب وہ اکمل خاں سے مل گیا۔ اور بغاوت کا قومی رہنما اور سردار بن گیا۔

حکومت کے لئے خطرہ بڑھ گیا۔ قندھار سے اٹک تک ساری افغان دنیا اس تحریک سے متاثر ہوگئی۔ اس تحریک کے سردار وہ فوجی تھے۔ جنہوں نے دکن اور ہندوستان میں مغل فوج کیساتھ میدانِ جنگ میں زبردست معرکے سر کئے تھے۔ اور انتظامی امور اور سرکاری ترکیبوں سے بخوبی واقف تھے۔

دونوں طرف ایک ہی قسم کا سامان جنگ تھا۔ مگر ان کے پاس ایک بھاری توپ خانہ نہ تھا۔ چوں کہ وہ پہاڑوں میں لڑنے کے عادی اور جفاکش تھے۔ ان کو مغل فوج پر برتری حاصل تھی۔ ^۲ مغل فوج پہاڑیوں میں لڑنے سے خوف زدہ تھی۔

بادشاہ نے افغانوں کے حملہ سے پشاور کی مدافعت اور حفاظت کے لئے سخت اقدامات کئے۔ محمد امین خاں کو معزول کر کے مہابت خاں کو چوتھی مرتبہ کابل کا عامل بنا کر بھیجا۔ مہابت خاں تین مرتبہ اس سے پہلے افغانستان کا عامل رہ چکا تھا۔ اس نے کامیابی

---

^۱ رود کوثر صـ ۴۲۹ / مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۴

^۲ مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ آفریدیوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھے تھے۔ بادشاہ نے اسے دکن سے طلب کر کے کابل جانے کا حکم دیا۔

مہابت خاں اپنے پیشروؤں کا انجام دیکھ چکا تھا۔ اس نے افغانوں کی قرار واقعی تنبیہ سے چشم پوشی کی۔ اس باغی گروہ کو پامال کئے بغیر "ما بخیر و شما بہ سلامت" کہہ کر کابل چلا گیا۔ ؎۱

"بادشاہ کو خان مذکور کی یہ ادا پسند نہ آئی" ۱۷ شعبان / مطابق ۱۷ نومبر ۱۶۷۳ء کو شجاعت خاں کو افغانوں کی سرزنش اور تنبیہ کے لئے کثیر فوج اور ساز و سامان کیساتھ رخصت کیا گیا۔ ؎۱

شجاعت خاں کی مدد کے لئے جسونت سنگھ بھی اس کے ساتھ تھا۔

شجاعت خاں معمولی خاندان کا فرد تھا۔ ست نامیوں سے جنگ اور ان کی بغاوت کو فرو کرنے میں میدانِ کارزار میں جوہر مردانگی دکھائے تھے۔ اور وہ رعد انداز خاں سے شجاعت خاں ہو گیا تھا۔ اس کے منصب میں اضافہ ہوا۔ وہ سہ ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کے مرتبہ پر فائز کیا گیا۔ ؎۲

مہاراجہ جسونت سنگھ اور مہابت خاں جیسے عالی نسب لوگ اس سے متنفر ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

شجاعت خاں نے مہاراجہ کی صلاح کو نہ مانا۔ ۱۶۷۴ء کی تباہی کا سبب مغل افسروں میں عدم تعاون تھا۔

شجاعت خاں نے کابل کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ ۱۷ ذیعقدہ ؎۳ (۱۰۸۴ھ) مطابق ۱۳ فروری ۱۶۷۴ء کنداب سے گزر کر کوتل کرپہ عبور کرنے کا خواہاں تھا۔ لشکر آراستہ

؎۱ مآثر عالمگیری ص۸۸ / ۱۶ محرم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مہابت خاں حوالی پشاور یعنی باغ ظفر سے کوچ کر کے کابل روانہ ہوا۔ (ص۸۷) ؎۲ مآثر عالمگیری ص۸۰ (؎۳ کا حاشیہ ص۲۷ پر دیکھئے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ افغانوں کا گروہ کمین گاہ میں مقیم تھا۔ ایک تنگ پہاڑی راہ پر شجاعت خاں کے مقابلہ کے لئے آیا۔

اس رات سخت برف باری ہوئی۔ سردی اور نمی کی وجہ سے سپاہی موت کے دروازے تک پہنچ گئے۔ اس مصیبت زدہ فوج کو افغان پہاڑوں کے دونوں طرف سے ستانے لگے۔ سردی سے اکڑی ہوئی فوج پر صبح کے وقت افغانوں نے چاروں طرف سے حملہ شروع کر دیا۔ شجاعت خاں اور سپاہیوں کی ایک معقول تعداد میدانِ جاں نثاری میں کام آئی۔ [۱]

شاہی رعب داب کو برقرار رکھنے کے لئے اورنگ زیب خود حسن ابدال پہنچا۔ اس کے ہمراہ کثیر فوج اور بھاری توپ خانہ تھا۔ مضبوط اور مسلح فوج اور جنگی سامان دشمن کے علاقہ میں بھیجا گیا۔ [۲]

اغر خاں دکن سے طلب کیا گیا۔ اور خیبر علاقہ میں راستہ صاف کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔

شیخ عبدالعزیز فوجدار سرہند کو دلاور خاں کا خطاب مرحمت ہوا۔ دو ہزار پانچ سو سواروں اور توپ خانہ کی جمعیت کے ساتھ دامن کوہ سے راستہ طے کرنے پر اسے مامور کیا گیا۔ [۳]

۱۸ ربیع الاول کو سربلند خاں، بدیع السلطان اور ناصر خاں وغیرہ کے ہمراہ پشاور سے روانہ کیا گیا۔ [۴]

۲ ربیع الثانی (۱۰۸۴ھ) کو بادشاہ حسن ابدال پہنچ گئے۔ [۵]

۷ رجب (۱۰۸۴ھ) کو فدائی خاں ——— مہابت خاں کا بھائی ———

بقیہ حاشیہ ص۳۶۔ [۳] ——— مآثر عالمگیری کے اردو اور انگریزی ترجموں میں تاریخ میں دو ایک روز کا فرق ہے۔ [۱] مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ) ص۸۹ [۲] ——— ترک امیر جو افغانوں سے لڑنے میں ممتاز ہو چکا تھا ——— مختصر تاریخ اورنگ زیب ۱۳۱

[۳] مآثر عالمگیری (اردو) ص۹۰ / [۴] ایضاً ص۹۰ / [۵] ایضاً ص۹۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کابل کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔

بادشاہ زادہ محمد اکبر اور اسعد خاں کو کوہاٹ کی راہ سے کابل روانہ ہونے کا حکم ہوا۔ شہامت خاں اور غیرت خاں وغیرہ امیرانِ دربار شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے۔ [1]

تقریباً ڈیڑھ سال تک اورنگ زیب اس علاقہ میں رہا۔

جمادی الاول (۱۰۸۵ھ) میں مکرم خاں اپنے بھائی شمشیر خاں کے ہمراہ ایک شائستہ فوج لے کر کتل خا بوش کے افغانوں پر حملہ آور ہوا۔

۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مکرم خاں نے غنیم پر حملہ کیا اور ان کے اکثر گھروں کو تاراج اور بے شمار افراد کو نظر بند کر دیا۔

"ایک روز فتنہ پردازوں کی ایک قلیل جماعت نمودار ہوئی۔ مکرم خاں نے اس پر حملہ کیا۔ لکر کوہ کے ہر دو جانب سے تربیت کے دو دستے نکل کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئے۔ شمشیر خاں اور میر عزیز اللہ خاں نے غیرت مردانگی سے کام لیا۔ اور مردانہ وار میدانِ جنگ میں کام آئے۔ سپاہیوں کی کثیر تعداد قتل ہوئی۔ اکثر سوار اور پیادے، بے آبی اور برگشتہ راہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

مکرم خاں چند زندہ سواروں کے ساتھ باجوڑ کے تھانہ دار عزت خاں کے پاس پناہ گزیں ہوا۔ [2]

۳۰ ربیع الاول کو بخشی الملک سردار بلند خاں ایک جرار فوج اور ساز و سامان کے ساتھ شورہ پشت افغانوں کی تنبیہہ کے لئے روانہ ہوا۔

اعز خاں جلال آباد کی تھانہ داری پر مقرر ہوا۔

ہزبر خاں جگدلک کا تھانہ دار مقرر کیا گیا۔ [3]

---

[1] ماثر عالمگیری (اردو) ص۹۳

[2] ایضاً ص۹۸ [3] ایضاً ص۹۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فدائی خاں نے اپنے بہادر سپاہیوں کی مدد سے افغانوں کو بے حد پامال کیا۔ ان کے مکانات اور املاک سب تاخت و تاراج کر دیئے۔

۱۴ جمادی الاوّل کو معلوم ہوا کہ ہزبر خاں (تھانہ دار جگدلک) اور افغانوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ اپنے فرزند اور دیگر سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا

مختصر عرصہ میں غوری، شنواری، یوسف زئی قبیلوں کو شکست دے کر ان کے علاقوں سے باہر کر دیا گیا۔ بہت سے قبیلوں کو جاگیر اور انعام و منصب دے کر ان کے لیا گیا۔

۱۵ شوال (۱۰۸۶ھ) کو بادشاہ نے حسن ابدال سے تخت گاہ کی طرف کوچ کیا۔[1]

مذکورہ بالا تاریخی حقائق کی روشنی میں عاجز راقم کی ناقص رائے یہ ہے کہ مذکورہ سڑک مہابت خاں نے اپنے لئے بنوائی۔ اس کو اس کام پر مامور نہیں کیا گیا تھا۔ سڑک مرتب کی گئی۔ ساخت[2] کا لفظ بھی اس کی وضاحت کر رہا ہے۔

اورنگ زیب کے حسن ابدال پہنچنے سے پہلے مہابت خاں اس راہ سے گزر کر کابل پہنچ چکا تھا۔ بادشاہ کے لئے سڑک تعمیر کروائی جاتی تو کتبہ کے کسی مصرعہ میں اس کا اشارہ ہوتا۔

کتبہ کی مختلف خواندگیوں کو ملاحظہ کیجئے۔

بلوخمین (Blochmann)[3]

۱۸۷۱ء

مارگلہ

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ　　شیر زبر پنجہ او ناتواں

---

[1] مآثر عالمگیری ص ۱۰۱

[2] ساخت چناں شاہ زہے باشرف

[3] عربی و فارسی کتبات پر اشارات ـــــ رائیل ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۱ء ص ۲۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گفت مغل رومی تاریخ شان ناصیہ ہوش ہندوستان
۱۰۸۳ھ

باہتمام مرزا محمد داروغہ[۵] و احمد معمار اوستاد و جوگیداس و دیبی داس تحویلدار

ریہالشک (Rehatsek)[۶]
۱۸۷۴ء

ہوالقادر

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ شیر زسر پنجہ او ناتوان
در کتل مارگلہ آں کہ بود باکرہ چرخ برین توامان
ساخت چناں را روئے شرف یومیہ دید چرخ زدر زمان
گفت مثل از پے تاریخ سال ناصیہ ہوش ہندوستان
بایام مرزا محمد داؤد داستان ....

---

۵ ــــ کرنل رشید صاحب نے "داروغہ" کے بعد چند نقطے لگا کر خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور ۱۰۸۳ھ "تحویلدار" کے بعد لکھا ہے۔ برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۲
کرنل صاحب نے "۱۰۸۳ھ" صحیح مقام پر نقل کیا ہے۔ مگر اصلی کتبہ میں "ہجری" لفظ کی تحریر کی گنجائش نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے ــــ ہندو مسلم کتبات ــــ عکس مارگلہ مقابل ص ۲۰
Ephigraphica - Indo - Moslemica P. 20

۶ برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۳-۲۱۲
Indian Antiquary Vol: III P. 205
جناب ضیاء الدین صاحب ڈیسائی نے راقم السطور کو جو نقل فراہم کی ہے اس میں آخری مصرعہ یوں نقل ہے ــــ "ناصیہ ہوش شدہ داستان" (کرم نامہ ڈیسائی صاحب ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حمد معمار و جوگیداس و شرف دیال داس

تحویلدار ۱۰۸۱ھ مرمت شد

یزدانی ۱۹۳۳ء[1]

ہوالقادر

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ	شیر زبر پنجۂ او ناتواں
درکتل مارگلہ آنکہ بود	باکرۂ چرخ بریں توأماں
ساخت چناں شاہراہی شرف	..... چرخ ..... بوزمانِ
گفت مغل درپے تاریخ سال	ناصیہ مہوشش ہندوستان

باہتمام میرزا محمد .... داروغہ ....

احمد معمار و جوگیداس .... مشرف و دیالداس

تحویلدار ۱۰۸۳ھ مرتب شد

رشید ۱۹۵۶ء[2]

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ	شیر زبر پنجۂ او ناتواں
درکتل مارگلہ آں کہ بود	باکرہ چرخ بریں توأماں

---

[1] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۳

Epigraphica Indo-Moslemica P. 20

دلیپائی صاحب کا کرم نامہ ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء

[2] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۸ خط کشیدہ الفاظ کرنل صاحب کے اضافے ہیں۔ جو گزشتہ مستشرقین نے بیان نہیں کئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساخت چناں راہ بروی شرف | کہ سر بردے چسرخ برصد زماں
گشت مغل درپے تاریخ سال | ناصیہ ماہ وش ہندوستان

. . . .

(خالی سطر جہاں سے الفاظ گر گئے ہیں۔) . . . .

باہتمام مولانا محمد میاں و داروغہ شیخ عبدالعزیز

(دیپور استاد) احمد معمار و جوگی داس . . . .

و دیال داس تحویلدار ۱۰۸۴ھ

مرمت شد

عاجز راقم کی رائے میں کتبہ مارگلہ کی مذکورہ بالا چار خواندگیاں نامکمل ہیں۔ اور مزید غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔

موجودہ کتبہ کا تازہ ترین عکس یا چربہ حاصل کرنے کی مسلسل سعی میں ناکامی کے بعد یزدانی[1] صاحب کے فوٹو کی روشنی میں اس ہیچ میرز نے اپنا حل پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔

ہوالقادر

یزدانی صاحب ــــــ "ہوالقادر" میں ل اور ر جھڑ گئے ہیں۔

بلوخمین نے مارگلہ لکھا ــــــ

مصرعہ اوّل ــــــ

"پنجہ" کا پ نہیں ہے۔

---

[1] یزدانی عکس Epigraphica Indo-Moslemica 1933 P. 20
برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

" مہابت " ——— کا ہے ہوز (ہ ر) کا شوشہ نہیں ہے۔

" شکوہ " ——— کی ہ نصف آخر رہ گئی ہے:

مصرعِ دوئم ———

" شیر " کے ش کا ایک دندانہ اور نقطے غائب ہیں۔

ر نصف رہ گئی ہے۔

" پنجہ " ——— پ اور ن کے گھر نہیں ہیں۔ نقطے غائب ہیں۔

ہ ——— (ہ) کا آخری حصہ جھڑ گیا ہے۔

او ——— کا واؤ (و) دال جیسا معلوم ہوتا ہے۔

" ناتواں " ——— میں نا کا الف (ا) بیچ میں سے کٹ گیا ہے۔

" تواں " میں ت کے نقطے غائب ہیں۔

پہلا شعر سب نے یکساں پڑھا ہے

دوسرے شعر کو بلوخیمن نے چھوڑ دیا ہے۔ ریہاالشک، یزدانی اور کرنل صاحبان کا حل یکساں ہے۔

درکُشتن مار گلہ آں کہ بود یا کرہ چرخ بریں تو امان

مصرعِ سوم ———

" کُشتن " ——— کا ت بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہے۔

" مار گلہ " کی ر نصف رہ گئی ہے۔

" آں کہ " میں نون کا نقطہ نہیں ہے۔

الف (آ) کا مد غائب ہے۔

کاف ("ک") کا مرکز جھڑ گیا ہے۔

مصرعِ چہارم ———

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"بکرہ" ـــــ ع اور ر کے نچلے حصّے ٹوٹ گئے ہیں۔

"چرخ" ـــــ خ کے دائرہ کا بالائی حصّہ کٹ گیا ہے۔

"برین" ـــــ ر نصف رہ گئی ہے۔

ی (یے) کا گھر غائب ہے۔

صرف نقطے رہ گئے ہیں۔

تیسرا شعر بلوخمین نے نہیں پڑھا۔ باقی فضلاء نے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ساخت چنان زا روئے شرف یومیہ دید چرخ ز در زمان

(ریہالشک)

ساخت چناں شاہراہی شرف ...... چرخ ..... بوزمان

(ریزدانی)

ساخت چناں راہ بروی شرف کہ سر برد چرخ برصد زماں

(کرنل رشید صاحب)

ساخت چناں راہ روی شگرف بوسہ دہد چرخ بران ہرزماں

(ضیاء الدین صاحب دیسائی)[1]

مصرعہ پنجم ـــــ

مصرعہ پنجم کے دونوں الفاظ ـــــ "ساخت" اور "چنان"، برابر حل ہو گئے ہیں

"ساخت کے لفظ پر غور کیجئے۔ بتلا رہا ہے کہ سڑک بنائی گئی۔ "مرتب" ہوئی۔ نہ کہ "مرمت" کی گئی۔

---

[1] راقم السطور کے نام اپنے کرم نامہ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء میں دیسائی صاحب نے اس شعر کو یوں حل کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈیہالشنک اور کرنل صاحب نے "مرمت" لکھا ہے۔ غالباً لفظ "ساخت" کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یزدانی صاحب نے مرتب لکھا ہے۔

"ساخت" ــــــ س کے دندانے جھڑ گئے ہیں۔

اور ت کے نقطے غائب ہیں۔

"چناں" ــــــ چ کا بالائی حصہ نصف رہ گیا ہے۔

"شاہ رہی" ــــــ کا حل مختلف ہے سلہ

"ش" گر گیا ہے۔

"الف" (ا) رہ گیا ہے۔

شکستہ ش کا صرف ایک نقطہ نظر آتا ہے۔

"شا" کے "الف" (ا) کے اوپر ہ کا بائیں جانب کا حصہ رہ گیا ہے۔

"رہی" ــــــ میں (ہر) کا گھر جھڑ گیا ہے۔ اور نیچے کا شوشہ رہ گیا ہے

"با" ــــــ خطاط سنگ نے کتبہ میں ہر جگہ الف (ا) ترچھا لکھا ہے۔

"با" کا ترچھا الف (ا) جھڑ گیا ہے۔

صرف ب کا نقطہ رہ گیا ہے۔ جو "شاہ رہی" کے بعد صاف نظر آتا ہے۔

سلہ "شاہ راہی" ــــــ یزدانی صاحب نے "شاہ راہی" پڑھا ہے۔ مصرعہ وزن سے خارج ہو جاتا ہے۔

بلوخمین نے یہ شعر چھوڑ دیا ہے۔

"ڈیہالشنک" نے "راروئے" پڑھا ہے۔

کرنل رشید صاحب نے "راہ بروئے" پڑھا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یزدانی صاحب نے یا کی جگہ حل میں سوالیہ نشان (؟) بنا دیا ہے[1] یزدانی صاحب کا حل نقل کرتے وقت کرنل صاحب نے سوالیہ نشان کو چھوڑ دیا ہے[2] ممکن ہے کہ جناب فضل قادر صاحب نے کرنل کو ویسی ہی نقل بھیجی ہو[3]

"شرف" ـــــ

صرف یزدانی صاحب اور کرنل صاحب نے "شرف" پڑھا ہے۔

"شرف" کے "ش" کے دندانے، "ر" کا نصف حصہ اور "ف" شکستہ ہو گئے ہیں۔

مصرعہ ششم کو نہایت عجیب طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔ اس کا کوئی وزن نہیں، کوئی مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔

یزدانی صاحب کے عکس کی روشنی میں عاجز راقم نے مصرعہ ششم کو یوں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔

رشک بر در چرخ بر او ہر زماں

"رشک" ـــــ "ر" ٹوٹ گیا ہے نیچے کا ۳/۴ حصہ رہ گیا ہے۔

"ش" ـــــ (شـ) کے کچھ مٹے ہوئے دندانے باقی ہیں۔

جو "ر" کے بقیہ حصے کے ساتھ ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔

"ک" ـــــ باقی ہے۔ کاف کا آخری حصہ جھڑ گیا ہے۔

شکست و ریخت کے بعد "رشک" سے جو کچھ بچا اس کو کرنل صاحب نے "کہ سر" پڑھا۔

"برد" ـــــ "برد" میں سے "بر" گر گیا ہے۔

---

[1] Epigraphica Indo-Moslemica P. 21

[2] برہان اپریل ۱۹۵۷ء صـ ۲۱۳

[3] ایضاً صـ ۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"ب" کی نوک جھڑ گئی ہے۔ صرف موڑ "ر" کے اوپری حصہ سے ملا ہوا ہے۔

"ر" کا نچلا حصہ جھڑ گیا ہے۔

"د" ــــــ دال کے دونوں مڑے ہوئے سرے جھڑ گئے ہیں بالائی اور زیرین جھکے ہوئے سروں کے جھڑ جانے کے بعد صرف درمیانی حصہ رہ گیا ہے۔

"چرخ" ــــــ چرخ بالکل صاف پڑھا جاتا ہے۔

"چ" کے نقطے جھڑ گئے ہیں۔

"ر" ہلکا سا شکستہ معلوم ہوتا ہے۔

"خ" کا نقطہ ٹوٹ گیا ہے کچھ نشان سا باقی ہے۔

"برو" ــــــ بے (ب) موجود ہے۔ "ب" کا نقطہ تاریخ کی "ی" کے پاس ہے نصف رہ گیا ہے۔

"ر" جھڑ گئی ہے۔

"و" صاف پڑھا جاتا ہے۔

"بر" کرنل صاحب کے فوٹو میں صاف آیا ہوگا۔ کرنل صاحب موصوف نے اسے بر پڑھا ہے۔

"ہر" ــــــ "ہر" کے شوشہ کا موڑ ــــــ "ہ" کا ابتدائی سرا جھڑ گیا ہے۔ صرف نچلا حصہ نقطے کی شکل میں موجود ہے۔ جس کو پڑھنے میں "بر" کا دھوکا ہوتا ہے۔

کرنل صاحب کے فوٹو میں "ہر" بھی برابر صاف آیا ہوگا۔ کرنل صاحب نے "و" کے ایک حصے کو "ص" اور ہائے ہوز (ہ) کے ایک حصہ کو "د" بنا کر "صد" بنا لیا۔ موصوف نے اسے "صد زماں" پڑھا ہے۔ مصرعہ بے معنی اور غیر موزوں ہو جاتا ہے اس کو کسی بھی صورت میں صد نہیں پڑھا جا سکتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"زماں" صاف پڑھا جاتا ہے۔

کتبہ کے آخری شعر کی خواندگی بھی کافی دلچسپ ہے۔

مصرعہ ہفتم ——

"گفت" کا "گ" کا مرکز اور "ف" کا نقطہ رہ گیا ہے۔

"ت" باقی ہے۔

"گفت" کو کرنل صاحب نے "گشت" بنا دیا۔ اور اس کے نیچے خط کھینچ کر اسے اضافہ قرار دیا۔[1] اس لفظ کو "بلوخمین" "ریہالٹسک" اور "یزدانی" صاحب نے "گفت" پڑھا ہے۔

"ف" اور "ت" کے درمیان "ش" کے لئے کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی۔

اور بقول ڈاکٹر نذیر احمد صاحب "یہاں گفت ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔"[2]

"مغل" —— ریہالٹسک نے اسے مثل پڑھا ہے۔

"غ" کا کچھ بالائی حصہ پریدہ ہو گیا ہے۔

"از" —— ریہالٹسک نے "از" پڑھا ہے۔

یزدانی اور کرنل صاحب نے "در" پڑھا ہے۔

بلوخمین نے "رو" پڑھا۔

"از" سے الف (۱) کا نصف حصہ [illegible] گیا ہے۔

"ز" کا "نقطہ" غائب ہو گیا ہے اور وہ خود بھی نصف رہ گیا ہے۔

الف (۱) کے نصف حصہ کو بلوخمین نے "ر" پڑھا۔ اور بغیر نقطہ کے "ز" واو (و) پڑھا۔ قریب ہی پتھر ٹوٹ کر پھول گیا ہوگا۔

۱؎ برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۸ ۲؎ نظرات برہان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"از" کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اسے "ز" نہیں پڑھا جا سکتا۔ مگر یزدانی اور کرنل صاحب نے "در" پڑھا ہے۔

چونکہ "گفت" کو کرنل صاحب نے "گشت" بنا دیا۔ اس لئے "درپئے" کر دیا۔

"پی" ـــــ پ کے نقطے غائب ہیں۔

"تاریخ" ـــــ "ت" نصف رہ گئی ہے۔

"سال" ـــــ الف (ا) تقریباً نصف رہ گیا ہے۔

مصرعہ ہشتم ـــــ

یہ مصرعہ مادۂ تاریخ ہے۔ تمام خواندگیوں میں یہ مصرعہ صاف پڑھا گیا ہے۔

ریہالٹسک نے اس مصرعہ پر غور نہ کرتے ہوئے تاریخ ۱۰۸۱ھ لکھ دی ہے[۱]

کرنل صاحب نے "ہوش" کو "ماہ وش" بنا دیا۔ "اس سے مصرعہ میں سکتہ پڑ جاتا ہے"[۲]

اور سال میں ایک کا اضافہ ہوتا ہے۔

"ناصیہ" ـــــ "ی" اور "ہ" (یہ) جھڑ گئے ہیں۔ صاد (ص) پر "ع" کا دھوکہ ہوتا ہے۔

"ہوش" ـــــ یزدانی صاحب کے عکس میں "ہوش" صاف نظر آتا ہے۔

"ہ" (ہ) کا شوشہ نہیں ہے۔

"ش" کا نصف حصہ جھڑ گیا ہے۔ جس پر "رہ" کا دھوکہ ہوتا ہے۔

---

[۱] برہان ص ۲۱۳ Indian Antiquary Vol III P. 205

[۲] برہان نظرات، اپریل ۱۹۵۶ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"کرنل رشید صاحب نے لکھا ہے:

"ان کے فوٹو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ "ہوش" نہیں بلکہ "ماہ وش" ہے اور گزشتہ محققین کو پڑھنے میں اشتباہ ہوا ہے.........."

اگر ہم لفظ ہوش کو ماہ وش پڑھیں تو یہ بات پایۂ تصدیق کو پہنچ جاتی ہے۔ کہ اصل مادۂ تاریخ یوں ہوگا۔

ناصیہ ماہ وش ہندوستان

جس کے اعداد پورے ۱۰۸۴ھ بنتے ہیں۔ جو وہی سال ہے۔ جب اورنگ زیب حسن ابدال میں وارد ہوا۔ [۱]

اس عبارت پر حیرت خیز اور فکر انگیز اضافہ ملاحظہ فرمائیے۔

لفظ ہوش کو ماہ وش لکھنے سے مصرعہ کا وزن بدستور قائم رہتا ہے۔ اور معانی میں بھی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ حرف الف کے اضافہ سے اعدادِ تاریخ بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ جن میں ایک کی کمی پڑ رہی تھی۔"

ڈاکٹر زبیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ "ماہ وش" سے مصرعہ میں سکتہ پڑ جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ اگر ۱۰۸۴ھ صحیح سال تسلیم کر لیا جائے تو شاعر نے تعمیۂ داخلی سے کام لیا ہوگا۔ [۲]

کرنل صاحب نے ماثرِ عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اورنگ زیب حسن ابدال میں ۲ ربیع الاوّل ۱۰۸۴ھ کو وارد ہوتا ہے۔ [۳]

مگر بادشاہ نے ۱۱ محرم کو حسن ابدال کی طرف کوچ کیا۔ [۴] (باقی آئندہ)

---

[۱] برہان اپریل ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۱۵ / [۲] ایضاً صفحہ ۲۱۵ / برہان مئی ۱۹۵۶ء نظرات

[۳] برہان اپریل ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۱۴ / [۴] اردو ترجمہ ماثرِ عالمگیری صفحہ ۹۰ / ماثرِ عالمگیری انگریزی ترجمہ صفحہ ۸۲۔

© rasailojaraid.com